82199 ـ بغير دليل كے طلاق كا دعوى كرنے والى عورت كا دوسرا نكاح كرنا

سوال

كسى علاقے ميں ايك ستر سالہ شخص ايك مقيم عورت سے شادى شدہ ہے جو كسى اور شخص كى كفالت ميں ہے اور اپنے پہلے خاوند سے طلاق شدہ ہے جو دوسرے شہر ميں رہائش پذير ہے اور پہلے خاوند سے اس كے دو بيٹے بھى ہيں، آدمى كے بيٹوں نے اس شخص كو نصيحت كى ہے وہ اس عورت سے دور رہے يا پھر وہ اس كى پہلى طلاق كا يقين كر لے اور يہ عقد نكاح كہاں تك صحيح ہے اس كا علم نہيں. ليكن وہ ستر سالہ شخص اس كا بڑى سختى سےانكار كرتا ہے اور كسى دوسرے ميں اپنے معاملہ ميں بالكل دخل اندازى نہيں كرنے ديتا، كيا اس كى اولاد اس معاملہ ميں گنہگار ہو گى اور اپنے والد كے معاملہ ميں ان پر كيا واجب ہوتا ہے ؟
يہ علم ميں رہے كہ وہ عورت ہر گرمى كى چھٹيوں اور عيد كے موقع پر بچوں كا بہانہ كر كے اس شہر جاتى ہے، اور ہفتہ وار چھٹي پر خاوند كے بغير ہى اسى شہر ميں اپنے جاننے والوں كے پاس جاتى ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اگر كوئى عورت دعوى كرے كہ وہ شادى شدہ تھى اور اسے طلاق ہو چكى ہے اور اس كى عدت بھى ختم ہو چكى ہے تو كيا اس كا يہ دعوى قابل ہو گا يا كہ طلاق كے ثبوت كے ليے كوئى دليل ہونى ضرورى ہے ؟

اس مسئلہ ميں فقہاء كے ہاں اختلاف پايا جاتا ہے:

كچھ فقہاء كہتے ہيں كہ اس كى بات مانى جائيگى، اور اس ميں اس كى تصديق كى جائيگى كيونكہ وہ اپنے نفس كے متعلق مامون ہے.

اور كچھ فقہاء كہتے ہيں: اگر اس كى سچائى كا ظن غالب ہو تو پھر اس كى تصديق كرنى جائز ہے.

اور كچھ فقہاء علاقے ميں اجنبى عورت اور اس علاقے سے تعلق ركھنے والى ميں فرق كرتے ہيں، لہذا كسى دوسرے علاقے سے تعلق ركھنے والى اجنبى عورت كا قول قبول كيا جائيگا، ليكن اسى علاقے سے تعلق ركھنے والى عورت سے شادى اس وقت تك نہيں ہو سكتى جب تك اس كى طلاق كى دليل نہ مل جائے.

اور کچھ فقھاء نے فرق کیا ہے کہ اگر وہ عورت کسی معین خاوند سے طلاق کا بتائے مثلا وہ یہ کہے: میں نے فلاں شخص سے شادی کی اور پھر اس نے مجھے طلاق دے دی، اور کسی ایسی عورت میں جو کسی غیر معین خاوند سے طلاق کے متعلق بتائے.

لہذا پہلی صورت میں اسے کوئی نہ کوئی دلیل ضرور پیش کرنا ہو گی کہ اسے اس سے طلاق ہو چکی ہے.

ذیل میں فقھاء کی کلام پیش کی جاتی ہے:

المبسوط میں درج ہے:

" اور اگر عورت کہے: میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے، وہ کہے خاوند فوت ہو چکا ہے اور میری عدت ختم ہو چکی ہے تو اس کو نکاح کا پیغام دینے والے کے لیے حلال ہو گی اور وہ اس سے شادی کر سکتا ہے اور وہ اس کی تصدیق کریگا؛ کیونکہ حلت اور حرمت شریعت کا حق ہے، اور ہر مسلمان شخص امین ہے، شرعی حق میں اس کا قول مقبول ہوگا، بلکہ کسی دوسرے کے بارہ میں اس کا قول اس وقت قبول نہیں ہو گا جب حق والا اس کی بات کو جھٹلائے، اور یہاں کسی کو بھی اس کا حق نہیں جس کی خبر وہ عورت دے رہی ہے، اس لیے اس سلسلہ میں کی خبر اور بات قبول کرنی جائز ہے. واللہ تعالی اعلم بالصواب " انتہی

دیکھیں: المبسوط (5 / 151).

اور البحر الرائق میں درج ہے:

" اور مطلقہ کے قول کو قبول کرنے (کا اشارہ کیا ہے) کہ ایک مرد کی منکوحہ عورت نے دوسرے کو کہا: مجھے میرے خاوند نے طلاق دے دی اور میری عدت بھی گزر چکی ہے تو اگر اس کے ظن غالب میں اس کی تصدیق واقع ہو تو اس کی تصدیق جائز ہے " انتہی

دیکھیں: البحر الرائق (4 / 64).

علیش مالکی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

ایسی عورت کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں جو فیوم سے قیلوبیہ آئی اور کہنے لگی میں فیوم میں شادی شدہ تھی اور دو ماہ قبل مجھے میرے خاوند نے طلاق دے دی، اور اس کے پاس اس طلاق کے ثبوت کے اسٹام موجود ہے جس پر اس علاقے کے نائب قاضی کی مہر بھی ثبت ہے، اور وہ اسٹام کی تاریخ سے عدت ختم ہونے کے بعد شادی کرنا چاہتی ہے تو کیا ایسا ممکن ہے برائے مہربانی جواب عنائت فرمائیں:

ان كا جواب تھا:

" الحمد لله و الصلاة والسلام على سيدنا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم:

جی ہاں ایسا کرنا ممکن ہے، کیونکہ وہ طلاق کے دعوی میں سچی ہے، اور مذکورہ صورت میں اس کی عدت ختم ہو چکی ہے خاص کر اس کا دعوی قاضی کے وثیقہ کے ساتھ راجح ہو چکا ہے اور نصوص سے یہی واضح ہوتا ہے.

لیکن اس معاملہ اور زیادہ ثبوت حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ بہت زیادہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بہت ساری عورتیں شادی کر لیتی ہیں اور ان کے خاوند بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالی سے سلامیت و عافیت کی دعا ہے " انتہی

دیکھیں: فتح العلی المالك فی الفتوى على مذهب الامام مالك (2 / 78).

اور الزرکشی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اگر عورت کہے کہ: مجھے میرے خاوند نے طلاق دے دی ہے اور میری عدت بھی ختم ہو چکی ہے، اور وہ حاکم سے شادی کا مطالبہ کرتی ہے، تو دیبلی کی ادب قضاء میں درج ہے کہ: اگر تو وہ عورت اجنبی ہو اور خاوند غائب ہو، تو اس کا قول بغیر دلیل اور قسم کے قبول ہو گا، اور اگر خاوند اس شہر اور علاقے میں ہے اور وہ عورت اجنبی نہیں بلکہ اسی علاقے کی ہے تو جب تك اس کی طلاق کا ثبوت نہیں مل جاتا حاکم اور قاضی اس کی شادی نہ کرے.

اور رافعی نے احتمال کے وقت عورت کے قول کو قبول کرنے کی تحلیل میں مطلقا لکھا ہے اور فتاوی البغوی سے نسب کا دعوی نقل کیا ہے کہ: جب کوئی مرد اور عورت قاضی کے پاس آئے اور عورت اس مرد سے شادی کرنے کا دعوی کرے، اور یہ کہے کہ وہ فلاں شخص کی بیوی تھی اور اس نے طلاق دے دی یا وہ مر گیا ہے:

تو جب تك اس کی طلاق یا موت کی دلیل نہ مل جائے تو وہ اس کی شادی اس شخص سے مت کرے، کیونکہ اس نے فلاں شخص سے نکاح کا اقرار کیا ہے " انتہی

دیکھیں: المنثور فی القواعد (1 / 171).

اور الرملی شافعی سے دریافت کیا گیا:

ایك عورت کہتی ہے کہ فلاں شخص اس کا خاوند ہے اور اس نے اسے طلاق دے دی ہے یا وہ مر گیا ہے اور اس کی عدت ختم ہو چکی ہے، تو کیا حاکم کے لیے بغیر کسی دلیل کے اس کی شادی کرنا جائز ہے ؟

ان کا جواب تھا:

" اس عورت نے جو کچھ کہا ہے جب تك اس کی دلیل نہ مل جائے حاکم کے لیے اس کی شادی کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس نے نکاح کا اقرار کیا ہے اور اصل میں وہ نکاح باقی ہے، لیکن اس کے برخلاف اگر وہ کسی غیر معین شخص سے نکاح کا اقرار کرے تو پھر نہیں.

دیبلی نے ادب القضاء میں (اور اوپر جو زرکشی سے منقول ہے) ذکر کیا ہے اس پر محمول کیا جائیگا، اور جو قاضی نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے وہ بھی اس پر محمول ہو گا کہ اگر عورت ولی کے سامنے خاوند فوت ہونے یا طلاق کا دعوی کرے اور وہ انکار کرے، تو پھر عورت کو حلف دینا ہو گا، اور حاکم اس کی شادی کا حکم دیگا، یا پھر حاکم خود اس کی شادی کر دیگا "

دیکھیں: الرملی (3 / 161).

ان کا یہ بھی کہنا ہے:

" حاصل یہ ہوا کہ معتمد یہی ہے کہ اگر عورت کسی معین شخص سے طلاق کا دعوی کرے تو حاکم اس طلاق کا ثبوت ملے بغیر اس کی شادی نہیں کریگا، یا پھر غیر معین شخص سے طلاق کا دعوی ہو تو اس کا قول قبول ہو گا، اس کے علاوہ بھی قول ہے " انتہی

دیکھیں: الرملی (3 / 153).

ظاہر یہی ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں تحقیق کی جائے اور خاص کر جب یہ دور فتنہ و فساد والا ہے، اور اکثر ایسے واقعات ہو رہے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ عورت پہلے سے شادی شدہ تھی اور اس نے آگے دوسرا نکاح کر لیا، اور قاضی کا فیصلہ اس مسئلہ میں آخری چیز ہے، اگر وہ اس کی بات قبول کرتا ہے تو وہ اس کی شادی آگے کر دے، اور اگر چاہے تو وہ اس سے دلیل اور ثبوت طلب کرے، یا پھر اگر اس کی سچائی کا گمان نہ ہو تو بھی وہ اس سے ثبوت طلب کر سکتا ہے، کیونکہ جب تك اس کی طلاق کا ثبوت نہ ملے اس کی شادی نہ کرے.

اس وقت جو عمل ہو رہا ہے وہ یہ کہ قاضی یا نکاح رجسٹرار اس عورت کا نکاح نہیں کرتا جس کی پہلے شادی ہو چکی ہو اور طلاق کا دعوی کرے جب تك وہ طلاق کا اسٹام نہ دکھائے، ہمیں معلوم نہیں کہ مذکورہ شخص کا نکاح کس طرح ہو گیا ہے.

دوم:

اگر عورت کی طلاق میں شك ہو یا پھر ابھی تك وہ پہلے نکاح میں ہی ہو تو اولاد اس کے متعلق دریافت کرے اور اس

عورت اور اس کے پہلے خاوند کے معاملہ میں تحقیق کی کوشش کریں، اگر تو یہ واضح ہو جائے کہ وہ عورت پہلے خاوند سے طلاق شدہ نہیں، تو وہ اپنے باپ کو اس کے متعلق بتائیں، اور ان دونوں کے درمیان تفریق اور جدائی کروائیں حتی کہ اس کی عدت ختم ہو جائے، اور اس معاملہ کو قاضی تك لے جایا جائے تا کہ وہ اس میں فیصلہ کرے، اور اگر انہیں علم ہو جائے تو پھر وہ اس مسئلہ میں خاموش تماشائی نہ بنیں؛ کیونکہ کسی شادی شدہ عورت سے بغیر طلاق اور عدت ختم ہونے سے قبل نکاح کرنا باطل ہے، اور ایسا کرنے والا اگر حقیقت حال کو جانتا ہو تو وہ زنا کا مرتکب ہے.

لیکن یہاں ہم دو چیز کی تنبیہ کرتے ہیں:

اولاد اپنے باپ کی قدر و منزلت اور مرتبہ کا خیال کریں، اس مسئلہ میں بات چیت کر کے اسے اذیت سے دوچار مت کریں، اور اگر فرض کریں انہیں ایسا علم ہو جائے جو ناپسند ہو تو وہ کوئی ایسا وسیلہ تلاش کریں جس سے اپنے باپ کو نصیحت کریں، اور اگر اس میں کسی دوسرے کو واسطہ بنائیں تو زیادہ بہتر ہو گا، تا کہ اس کے احساسات کا خیال رکھا جائے اور ان کے درمیان جو باپ اور اولاد کی محبت ہے وہ قائم اور محفوظ رہے.

دوسری چیز:

اس سلسلہ میں انہیں ابھارنی والی چیز باپ کی بیوی میں شك و شبہ اور تہمت و کراہیت و ناپسندیدگی نہ ہو، کیونکہ وہ ایك اجنبی عورت ہے یا پھر اس وجہ سے کہ والد نے بڑی عمر میں اس سے شادی کی ہے، یا پھر دوسرے خاص امور جو اللہ سبحانہ و تعالی پر مخفی نہیں.

اس لیے انہیں تقوی و پرہیزگاری اختیار کرتے ہوئے صحیح اور سیدھی بات کرنی چاہیے، اور وہ کسی برئ پر تہمت لگانے سے اجتناب کریں، اور حسن ظن سے کام لیں، اور اپنی زبانوں کو ایسی کلام سے محفوظ رکھیں جس سے انہیں تکلیف ہو اور ان کے والد کو تکلیف ہو، جب تك کہ کوئی ایسا معاملہ ظاہر نہ ہو جائے جس پر خاموش رہنا ممکن نہ ہو.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی کی سفارش کی وجہ سے اللہ کی حدود میں سے کوئی حد قائم ہونا رہ گئی تو اس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی، اور جو مر گیا اور اس کے ذمہ قرض ہو تو یہ دینار اور درہم کے ساتھ نہیں، بلکہ نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ ہے، اور جو کوئی کسی باطل میں جھگڑا کرے اور اسے علم ہو کہ یہ باطل ہے تو وہ اس وقت تك اللہ کی ناراضگی میں ہے جب تك وہ اس کو ترك نہیں کر دیتا، اور جس نے کسی مومن کے بارہ میں ایسی بات کی جو اس میں نہیں تو اللہ تعالی اسے جہنمیوں کے خون اور پیپ میں رکھےگا حتی کہ وہ اس سے نکل جائے جو اس نے کہا

تھا "

اسے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے ابو داود نے روایت کیا ہے سنن ابو داود حدیث نمبر (5129) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

الردغة: جہنمیوں کا خون اور پیپ وغیرہ ہے.

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو اپنے محبوب اور رضامندی والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے.

واللہ اعلم .